جدید ترکی ادب میں معاشرتی موضوعات

ترجمہ از جناب محمود الحسن صاحب ایم، اے (فائنل) مسلم یونیورسٹی - علی گڑھ

(۳)

اس بے تکلف اور تجرباتی Approach کو آدمی کی آزادی اور پابندیوں سے متعلق اخلاقی و سیاسی فلسفہ سے جوڑ دیا گیا ہے۔ بس اس کو بھرپور زندگی گذارنے کا حق ہے یہ بھرپور زندگی اسی وقت ہوگی جب دماغ کی زندگی کو جو گیا نہ طور پر جسمانی زندگی سے علیحدہ کر دیا جائے، وہ آزادی جو قوانین نے عطا کی ہے اس سے لطف اندوزی بغیر روح کی اندرونی آزادی کے ناممکن ہو۔ مزید براں ایک شخص کو یہ حق ہے کہ وہ اپنی زندگی کی راہ خود متعین کرے اور اُس پر یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اس حق کو اپنے پڑوسی کے لئے تسلیم کرے، لہٰذا، اگر اس نئے تصور کے اشاعت کی راہ میں کچھ مخالفانہ رکاوٹیں ہیں تو انھیں جلد از جلد قلع قمع کر دینا چاہیئے۔ کسی کے پڑوسی کو ان پس ماندہ رکھنے والی چیزوں سے آزاد کرانا جس نے اس کو جکڑ رکھا ہے۔ ذہین طبقہ کی اخلاقی ذمہ داری ہو۔ یہی وجہ ہے کہ ترکی میں ادیبوں کی بڑی جماعت اس طور پر وہ جنھوں نے دیہاتی اداروں میں تعلیم پائی ہے، جہالت و تاریک پسندی کے مسلک کے خلاف برسرِ پیکار ہیں۔ کیونکہ یہی بنیادی قوت ہو جو ترک گاؤں کی پستی کی ذمہ دار ہو اور اس جہالت کی ذمہ دار ہو جو پُر اسرار قوتوں اور تقدیر پرستی پر عقیدہ کو اور زیادہ طویل کرتی ہے۔ کسانوں کی زندگی پر عقائد اور اقدار کا ایک پیچیدہ نظام مسلط ہو یہ چیزیں کچھ تو اناطولیہ کی غیر مہذب تہذیب سے تعلق رکھتی ہیں اور کچھ ترک اپنے ساتھ وسط ایشیا سے لائے تھے۔ چنانچہ اسلام قبول کرنے کے بعد بھی ان کے اندر موجود ہیں۔ محموت مکال کی کتاب Master of the Country ان متعدد کتابوں میں سے ایک ہو جو اس موضوع پر لکھی گئی ہو۔

hocas اور بوڑھی عورتیں گاؤں میں جہالت کی بنا پر آج بھی جادو کی طرح اثر انگیز

درماں کی حیثیت رکھتی ہیں ۔ یہ صورتِ حال اس لئے بھی باقی ہے کہ گاؤں میں جدید طریقۂ علاج اور ڈاکٹروں کی کمی ہے، محوت نگمار کی مختصر کہانیوں کا مجموعہ "غم کا کنواں" The Well of Sorrow اس حقیقت کو بڑی وضاحت سے بیان کرتی ہے کہ میڈیکل آسانیوں کی کمی مایوس کسانوں کو مجبور کرتی ہے کہ وہ تمام غیر صحت مندانہ دوائیں استعمال کریں جس سے کسانوں کی حالت اور زیادہ خراب ہو جاتی ہے۔

اندھی تقلید اور جبریت سماجی نظام کے غیر متغیر ہونے کے عقیدہ کو اور مضبوط کرتی ہے، کچھ لوگ، خاص طور پر زمیندار جو اس صورتِ حال سے ذاتی فائدہ اٹھاتے ہیں [illegible]رس، جو روشن خیالی کا نمائندہ ہوتا ہے، اس کی مخالفت کرتے ہیں اور امام وغیرہ کی حمایت کرتے ہیں کیونکہ یہ مذہب اور روایت پر، حالت موجودہ کو برقرار رکھنے کے لئے بھروسہ رکھتے ہیں، دوسرا گروہ، جو مذہبی معاملات پر گہری نظر رکھنے کا دعویٰ باطل رکھتا ہے، وہ اطاعت اور موجودہ حالت پر قانع رہنے کی تبلیغ کرتا ہے ۔ لیکن ایسے لوگ اپنے دنیاوی فائدے سے نہیں چوکتے ۔ وہ عوام کو مذہبی معلومات بہم پہونچاتے کے صلہ میں مادی فوائد حاصل کرتے ہیں ۔ ان موقع پرستوں میں کچھ لوگ یقیناً شہر کے کسی نہ کسی مذہبی فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں ان کا کام اپنے گروہوں کے لئے شاگرد بھرتی کرنا ہوتا ہے۔ موجودہ حالات کو باقی رکھنے میں اور کسانوں کے اندر عمل اور فکر کی خواہش ختم کرنے کی غرض سے، یہ مذہبی ایجنٹ انسانی وجود کو مزرع آخرت سے تشبیہہ دیتے ہیں جس میں زندگی بھر فصل اگانے کے بعد دوسری دنیا میں اُسے کاٹنے کا موقع ملے گا اس لئے آدمی جو کچھ کرسکتا ہے اسے عبادت، اطاعت، دنیاوی لذات سے کنارہ کش ہو کر زندگی گذارنی چاہیئے

سعید مری جو ۱۹۰۹ء کے ردعمل کو ابھارنے والوں میں ہے اور Light Spreaden فرقہ کا بانی ہے اس بات کی تبلیغ کرتا ہے کہ ترک دنیا ہی بہشت تک لیجانے کا واحد راستہ ہے ۔ اس نے اپنے خیالات کو بارہ کہانیوں پر مشتمل ایک کتاب "چھوٹی چیزیں" میں پیش کیا ہے ۔ یہ کتاب سنہ ۱۹۵۸ء میں شائع ہوئی ہے۔ ان کہانیوں میں دو آدمیوں کا مسلسل ذکر ہے۔ یہ دونوں دنیاوی ترغیبات کا شکار ہیں ۔ ایک جو اس سے مغلوب ہو گیا، وہ گمکردہ راہ ہے ۔ دوسرا جس نے ترک لذات اختیار کیا اس نے نجات پائی ۔ اس زندگی کے خاتمہ پر وہ شخص جس نے مذہبی تعلیمات کی اطاعت کی وہ جنت کی غیر مختتم لذتوں سے آشنا

ہوگا۔ یہ بہشت ان تمام مادی لذتوں سے آباد ہے جس کا ذکر محمدی کتاب ' میں مذکور ہے۔ اس لئے دنیا کی چند نامکمل چیزوں کے لئے انھیں کیوں قربان کیا جائے۔ اس جنت کی ایک حسین تصویر کسانوں کے سامنے فاکرباکرت اپنی ناول ' اشتیاق ' میں پیش کرتا ہے۔ یہ ناول نگار تاریک خیال کا سخت مخالف ہے، ایک چھوٹے سے قصبے کے واعظ کی زبان سے یوں بیان کرتا ہے۔

" ہم سب مرجائیں گے اور دفن کر دیئے جائیں گے، ہم میں سے کوئی بھی تاریک سوراخ میں داخل ہونے سے نہیں بچ سکتا۔ میرے دوستو وہاں ہر چیز بدلی ہوگی .... اس دنیا میں صبر سے کام لو حقیقی صبر سے۔ چوں وچرا میں اپنے آپ کو مت ڈالو، کل وہاں غریب مالدار ہوں گے اور دولتمند غریب، تم آج کے مالداروں کو آنے والی دنیا میں غلام بنا سکو گے، وہ تمہارے لئے گدھے کی طرح کام کریں گے اس کے علاوہ تمہیں حوروں سے زیادہ خوبصورت بیویاں ملیں گی۔ تمہارے لئے طاؤس کے پروالے گدّے ہونگے اور باریک ریشم کی چادریں۔ تمہاری زیبائش پر خیمے، ان کے اندر حیرت میں ڈالنے والی خوشبو ہوگی۔ تمہاری بیویوں کے چہرے گلاب کی طرح سرخ وروشن ہونگے، ہر چیز مچھلی کی طرح صاف ہوگی۔ تمہارے لئے ریڈیو فراہم کیا جائے گا۔ تم ایسے فارم کے مالک ہوگے جس کی تم نے اس دنیا میں خواہش کی تھی۔ ان فارموں میں ملازمین کام کریں گے۔ تمہارے لئے وہاں میوے اور نارنگی کی جھاڑیاں ہونگی۔ تمہارے انار انتہائی تازہ ہونگے۔ تمہارے انجیر کا ایک دانہ ہزاروں انجیر پیدا کریگا .... ہر وہ چیز جس کی اس دنیا میں تم نے آرزو کی اور نہیں ملی بہشت میں تمہارے ہاتھ چومے گی۔ "

لیکن یہ تمام پیچھے لے جانے والی قوتیں کسانوں کو ان کی ابتدائی غیر مہذب حالت پر برقرار رکھنے میں ناکام ہیں۔ یہ کسان آہستہ آہستہ تاریک خیالی کی دنیا سے نکل رہے ہیں۔ چنانچہ بہت سی مثالیں ایسی ملتی ہیں وہ ان باہر والوں پر جنھیں یہ امید ہوتی ہے کہ یہ کسان اب بھی اپنے روایاتی عقائد سے چمٹے ہونگے، ہنستے ہیں۔

بیسویں صدی کی ٹیکنالوجی نے گاؤں کی روایاتی طرز زندگی میں حیرت انگیز تبدیلی پیدا کردی ہے

وہ اثرات جنھیں چالیس ہزار ٹریکٹروں نے ۱۹۴۹ سے ترکی میں پیدا کیے ہیں۔ ان کا بیان کمال بلبہار کی کہانیوں کے مجموعے "گلابی بھیڑیے" طالب آپیدن کی ناول 'زرو ٹریکٹر' اور یاسر کمال کی انعام یافتہ کہانیوں کے مجموعے Chukur our lowgimy میں بڑی کامیابی سے بیان کیے گئے ہیں۔

ترک گاؤں کی زندگی، کسانوں کی نفسیات اور عادات کی تصویر کشی آپیدن کی ناول میں بڑی خوبی سے کی گئی ہے آپیدن، دیہاتی زندگی کا اعلیٰ طور پر مشاہدہ کرنے والا ہے۔ ناول کے ہیرو کے بیان سے پتہ چلتا ہے کہ ٹریکٹر چار بنیادی اسباب کی بناپر کسانوں میں دلچسپی پیدا کرتا ہے۔ یہ بہت تیز اور مستعدی سے کام کرتا ہے۔ اس کی ملکیت وقار کو بڑھاتی ہے، اس سے کمائی میں اضافہ ہوتا ہے، اس کے چلانے سے خصوصی کمال پیدا ہوتا ہے پرانے طریقے کسانوں کو ٹریکٹر استعمال کرنے سے نہیں روکتے بلکہ اس میں روپے کے ضائع ہونے کا خطرہ ہے ناول کے اندر تذبذب میں گرفتار کسان بالآخر ٹریکٹر اپنے لڑکے اور ایک رشتہ دار کی رائے پر خرید لیتا ہے اس کا لڑکا استاذ اور جدید ذہنیت کا حامل تھا اور رشتہ دار شہر سے تعلق رکھتا تھا۔ اس نے ضروری امداد بھی بہم پہونچائی، دوسرے اور بھی ٹریکٹر گاؤں میں آئے کیونکہ جب ایک بار اس کے فوائد کسان سمجھ لیتا ہے تو پھر جانور اور زمین تک بیچ کر مشین خریدتا ہے۔

جدید مشینی کاشت کے اثرات کو، یاسر کمال کی کہانیوں میں زیادہ حقیقت پسندانہ طور پر بیان کیا گیا ہے کیونکہ چوکوروا کے پورے علاقہ کو اس نے بذات خود دیکھا تھا۔ اس علاقہ میں درآمدی ٹریکٹروں کا پندرہ فیصدی استعمال کیا گیا۔ یہ علاقہ مسلسل سماجی و معاشی تبدیلیوں کا نشانہ رہا ہے۔ اس کی ابتدا انیسویں صدی سے ہوئی کیونکہ یہاں خام مواد کافی مقدار میں پیدا ہوتا تھا۔ خاص طور پر روئی، اور اسی وقت سے بڑے پیمانہ پر اس کا استحصال ہوتا رہا ہے۔ ۹

چوکوروا کی تکلیف دہ تاریخ کے آخری ایکٹ میں ٹریکٹر نے بہت اہم حصہ لیا۔ فی الواقع زمین کا ہر ہر ٹکڑا زیر کاشت لے آیا گیا اور اس علاقہ کے خانہ بدوش جو سکونت اختیار نہ کرنے پر فخر کرتے تھے اب انھیں پھرنے کی جگہ بھی نہ تھی۔ انھوں نے آباد ہونے کے لئے زمین کا مطالبہ کیا مگر زمین ہی کہاں تھی ٹریکٹر تمام زمین پر قبضہ کر چکے تھے۔ بٹائی پر بونے والے اور موسمی مزدور، جن کی جگہ مشین نے لے لی تھی وہ ٹریکٹر کو

اپنا دشمن سمجھنے لگے، کچھ نے تو انجن میں ریت ڈالکر خراب کر دینا چاہا، مگر آخر کار یہ جان کر کہ زمین کی کمی دراصل مصیبت کی اصلی وجہ ہے نہ کہ ٹریکٹر، وہ اس سے باز آگئے۔ کیونکہ اگر کوئی شخص زمین رکھتا ہے تو ٹریکٹر اس کا ساتھی اور دوست ہو جو لوگ خوش قسمتی سے زمین رکھتے تھے وہ اس قدر شائق ہو گئے کہ اسے پھولوں اور رنگین کاغذ سے سجاتے تھے اور اپنے دن اسی کے پاس گذارتے تھے۔

ٹریکٹروں کی کثرت اور فروخت کی آسانی نے مالدار کسانوں کو اس قابل بنادیا کہ وہ متعدد ٹریکٹر کے مالک ہو گئے۔ کبھی کبھی ٹریکٹر انتقال سامان کے لئے بھی استعمال کئے جانے لگے، بطور تفریح ٹریکٹر کے دوڑانے کا مقابلہ منعقد ہونے لگا۔

پاسر کمال، مشینی کاشتکاری نے جنوب مشرق کے زمینداروں اور لگانداروں کے درمیان پرانے رشتہ کو کس طرح آزمائش میں ڈال دیا تھا اس کو بڑی خوبی سے بیان کرتا ہے، اس علاقہ میں زمینی تعلقات قرابتدارانہ بندھنوں سے جڑے تھے۔ اس علاقہ میں زمیندار اور مزدور ایک ہی سماجی گروہ سے تعلق رکھتے تھے لگان دار کسان اپنے زمین دار کے لئے کام کرتا ہے جیسے وہ اسی خاندان کا فرد ہو۔ اس کے بدلے وہ معاشی امداد اور مخصوص رعاتیں حاصل کرتا ہے، اس طرح زمیندار اگرچہ وہ ٹریکٹر خریدتا ہے پھر بھی لگان داروں سے زمین نہیں چھینتا کیونکہ وہ اخلاقی طور پر ان کا لحاظ کرنے پر مجبور رہتا ہے۔ یہ سلوک زمینداروں سے کسانوں کے تعلق میں مضبوطی پیدا کرتا ہے۔ اس لئے بھی کہ انھیں اپنی زمینوں پر ملکیت حاصل رہتی ہے۔ اس کے بالمقابل دوسری جگہوں پر جہاں بٹائی پر کھیت جوتنے والے کسانوں کے زمینداروں سے تعلقات محض معاشی مفاد میں تھے، بہت جلد وہ بیکار ہو گئے کیونکہ اس سے نقصان ہوا۔

دیہاتیوں کا زمین پر غیر معمولی انحصار اور اس کے حصول کی کشمکش، نیز اپنی ملکیت کی حفاظت لالچی زمینداروں سے معاشی آزادی کا خیال، یہ رجحانات عوامی ادب کے لئے مسلسل محرک کا کام دیتے رہے Bad man عوامی ادب کا علامتی ہیرو ہے جو زمین کی ملکیت کے لئے جدوجہد کو ڈرامائی انداز دیتا ہے اس کو عام طور پر شریف آدمی کی حیثیت سے پیش کیا گیا ہے جو زمینداروں یا سرکاری افسروں کے مظالم کو روکنے میں ناکام ہوتا ہے۔ چنانچہ پہاڑوں میں جا کر وہاں اپنے تصور عدل کو عملی

شکل دیتا اور کسانوں کی مدد کرتا ہے. اس سے پتہ چلتا ہے کہ گورنمنٹ اپنے قانون وطاقت کو پورے ملک میں مساوی بنیادوں پر نافذ کرنے میں ناکام ہے یعنی جاگیردارانہ نظام کو دبانے میں مجبور اور بے لس ہے اور جو قزاقیت کو ابھرنے کا موقع دیتی ہے ' ایک نئے قسم اور نئے تصور کا حامل Bad man کمال طاہر کی ناول "The vain cut road' اور خاص طور پر یاسر کمال کی انعام یافتہ ناول "Memed the thin" میں نظر آتا ہے۔ موخرالذکر ناول اپنی اسٹائل اور عوامی کہانی کے ماحول کے اعتبار سے جس میں پلاٹ تیار ہوا ہو خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ ۱۲

اس قسم کا ادب زمینداروں اور کسانوں کے رشتوں کے فریب زین پہلوؤں کی عکاسی کرتا ہے زمیندار گاؤں کا قادر مطلق معلوم ہوتا ہے. کسان اس کے ساتھ جس قسم کا رویہ رکھتے ہیں اس کے مطابق وہ انھیں سزا یا جزا دیتا ہے۔ زمینداروں کی ذاتی زندگی میں دخل انداز ہوتا ہے حتیٰ کہ وہ اس بات کا بھی فیصلہ کرتا ہے کہ کون کس سے اور کس وقت شادی کرے. عدالتوں میں کسانوں کو اپنی مرضی کے مطابق گواہی دلواتا ہے اس میں یہ صلاحیت ہوتی ہو کہ سرکشی کو دبانے کے لئے قانون کی مدد لے' اس کی طاقت کا ذریعہ وہ ملکیت ہو جو گاؤں کی بیشتر زمین پر اسے حاصل ہوتی ہے. اس کی وجہ سے دیہاتی مستقل طور پر اس کے ممنون اور اس پر منحصر ہوتے ہیں۔　　(باقی)

اعیان الحجاج - تاریخ اسلام کے بلند پایہ حجاج

(تالیف ۔ ابو المآثر حضرت مولانا حبیب الرحمٰن الاعظمی) انبیاء علیہم السلام، صحابۂ کرام رض، تابعین و تبع تابعین اور چوتھی صدی تک کے علماء و اولیاء، اور شاہانِ اسلام کے حج کے واقعات اور ان کی زندگی کے پاکیزہ و عبرت آموز حالات اور ان کے زریں اقوال کی جامع نہایت مستند کتاب ہے۔ حجاج کے لئے بہترین رفیق سفر اور سب مسلمانوں کے لئے ایک شفیق استاد و مربی کا کام دیگی. کتاب کی خوبی کا صحیح اندازہ مطالعہ کے بعد ہی ہو سکتا ہو. ضخامت ۲۳۲ صفحات. قیمت غیر مجلد تین روپے آٹھ آنے

مکتبہ برہان ۔ اردو بازار جامع مسجد دہلی ۶